

فقہ حنفی کی اساس اور مذہب اہل الرائے۔ ایک علمی جائزہ

The basic of Fiqh Hanfi and the religions of Rationalists in Fiqh

مریم نورین*

ڈاکٹر راشدہ پروین**

Abstract

The opponents of the Great Imam Abu Haneefa are of the view that he, while resolving any new mas'ala or issue, prefers logical considerations as compared to Quran and Hadith. On this a great amount of proofs have been produced by the Hanfi scholars that it is not the case. Imam Abu Haneefa never attempted to violate any rule of "Usoolal.Fiqh" while deducing any new verdict. He has clearly said that when a clear cut and thoroughly proved correct Hadith is found by him, he decides by that, but when there is no such thing available he uses his common sense to solve the problem for the relief of the people. He asserts that Religion, "Deen" is to facilitate the public and not to put them in trouble.

In this reference, he has clarified the situation by saying that "when I find Quranic proof I pick that, but when I don't find that I choose (to study) the Hadith of the Prophet (PBUH), the traditions of His followers which are fully authentic. When I do not find the same (issue) in Quran and Hadith as well, I adopt the sayings of the companions of the Prophet (PBUH). However, whichever of the sayings of the companions is liked by me I take the same and leave the others. I do not adopt sayings of any other one. When "AbrahamSh'abi", Hussain Abn Sireen and Saeed Bin Al-Museeb did so, it becomes also my right to do "Ijtihad". He claims that it is not deciding by Ray or like dislike but it is "Ijtihad".

Bieng a great God Fearing person no one can claim that he might have taken any decision or given verdict for other consideration. Shah Waliullah, a great "Religious scholar" of the Sub-Continent says "Fiqh Hanfi is the most righteous sect that is following the "al'Sunat-Al Sahiha".

This and so many other facts and figures have been discussed in the article before hand which is an interesting topic opening a gate way for further research in future.

Key Words: Ray , Logical considerations, Common sense, Imam Abu Haneefa.

قبل ازیں کہ موضوع زیر نظر پر تفصیلی بحث کا آغاز کریں مناسب ہوگا کہ "فقہ" اور "فقہ حنفی" کا

* ایم فل لیڈنگ ٹیوٹی ایچ ڈی اسکالر شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور، پاکستان

** چیئر پرسن شعبہ علوم اسلامیہ، ویمن یونیورسٹی مردان، پاکستان

مختصر تعارف پیش کیا جائے تاکہ موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ”لغوی اعتبار سے“ فقہ کے معنی ”سمجھکے ہیں لیکن اصطلاح میں ”فقہ“ ان فروعی احکام شریعیہ کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہوں۔“¹

دائرة المعارف کے مقالہ نگار ”فقہ“ کے اصطلاحی معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اس کے اصطلاحی معنی شریعت کا علم یا ”علم باحکام الشریعۃ یا علم استنباط احکام شریعت“ ہے۔² یہ لفظ قرآن مجید میں جگہ جگہ استعمال ہوا ہے اور وہاں اس کا مفہوم یہی رہا ہے۔ مثلاً وَطَبَعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ³ ”ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔“ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ⁴ ”وہ بولے اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے۔“ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ⁵ ”وہ میری بات سمجھیں“ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ⁶ ”ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں۔“

رفتہ رفتہ یہ معنی اصطلاح بن گئی۔ عصر اول میں مدت تک فقہ سے مراد ”علم الاخرۃ و معرفۃ دقائق آفاق النفوس و الاطلاع على الآخرة و حقارة الدنيا“ (آخرت کا علم اور اشیاء و نفوس کی وسعتوں کا علم اور آخرت کے بارے میں آگہی حاصل کرنا اور دنیا کی حقارت سے مطلع ہونا) لی جاتی رہی۔ مگر اب یہ ایک مستقل اصطلاح بن گئی ہے۔ اور اس سے مراد وہی علم ہے جس کے ذریعہ اصل ماخذ دین یعنی قرآن و حدیث سے مسائل اور شرعی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔⁷

مرور زمانہ کے ساتھ فقہ کے کئی امام پیدا ہوئے ان کے درمیان علمی مباحث اور رائج قول اپنانے کے لئے استدلال کے طریقوں پر کتب تاریخ و تدوین فقہ میں لمبی لمبی بحثیں کی گئی ہیں۔ انسان کی فطرت میں موجود تغیر پذیری اور اختلاف طبائع کی وجہ سے اسلامی فقہ میں مختلف مکاتب فکر وجود میں آگئے۔ ابتدا میں تو بہت زیادہ مسالک وجود میں آئے تاہم رفتہ رفتہ چند ایک عدم مقبولیت کی وجہ سے ختم ہوئے اور قابل قبول مسالک صرف چار یعنی مسلک حنفی، مسلک شافعی، مسلک حنبلی اور

مسلک مالکیؒ اس صفحہ ہستی پر پنپنے لگے۔ جہاں تک ”حنفی فقہ“ کا تعلق ہے تو اس سے مراد مذکورہ چار معروف ”فقہوں“ میں سے امام ابو حنیفہؒ کا فقہ ہے۔

چونکہ مقالہ میں زیادہ تر بحث حضرت امام ابو حنیفہؒ کے فقہ پر ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت امام کی حیات کے بارے میں اور جن احوال میں آپؒ نے اپنے فقہ کی بنیاد رکھی ان کی اچھی طرح وضاحت کریں۔ حضرت علامہ مناظر احسن گیلانی اس بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

”ملک عراق میں کوفہ عرصہ دراز سے علم و فن اور بالخصوص علم فقہ کا مرکز رہا ہے۔ مذہب حنفی نے بھی کوفہ ہی میں جنم لیا ہے۔ جس کے بانی امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت بن زوطہ یازوٹی ہیں جو امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپؒ فارسی الاصل تھے اور سنہ 80ھ (بمطابق 699ء) کو شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی علمی زندگی کی ابتداء علم کلام کے مطالعہ سے ہوئی۔ پھر آپؒ نے اہل کوفہ کی فقہ اپنے استاد حماد بن ابی سلیمانؒ (متوفی 120ھ) سے پڑھی۔ عملی زندگی کے لحاظ سے آپؒ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے۔“⁸

چونکہ حنفی فقہ کا زیادہ تر تعلق ”فقہ اسلامی“ کے چار متداول ادوار یعنی دور اول (عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)، دور ثانی (خلفائے راشدین کا دور)، دور ثالث (41ھ سے دوسری صدی کی ابتداء تک)، دور رابع (دوسری صدی کی ابتداء سے لیکر چوتھی صدی ہجری کے نصف تک)، دور خامس (عباسی دور کے اواخر سے سقوط بغداد تک) اور دور سادس (سقوط بغداد سے زمانہ حال تک) میں سے دور رابع سے ہے، اس لئے ہماری گفتگو بھی زیادہ تر اسی دور پر مرکوز ہوگی۔

اس زمانہ میں تمام علوم و فنون کو ترقی حاصل ہوئی بالخصوص علم فقہ نے بھی اس لئے ترقی حاصل کی کہ اس دور میں علمی مباحث اور خطابت و کتابت نے بہت زور پکڑا تھا۔ علامہ مناظر احسن گیلانی رقم طراز ہیں کہ:

”علم کلام اور پیشہ تجارت نے آپؐ میں عقل و استصواب کرنے، احکام شرعیہ کو عملی زندگی میں جاری کرنے اور مسائل جدیدہ میں قیاس و استحسان سے کام لینے کی صلاحیت تا مہ پیدا کر دی تھی۔ اسی لئے آپ کے مذہب کا نام مذہب اہل الرائے مشہور ہو گیا۔“⁹

اس خیال کی تائید کرتے ہوئے ڈاکٹر صبحی محمصائی اپنی کتاب ”فلسفۃ التشریح فی الاسلام“ میں لکھتے ہیں:

”آپؐ (ابو حنیفہؒ) کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ ہمارا علم رائے ہے اور یہی میرے نزدیک سب سے بہتر و افضل ہے لہذا جو شخص اس رائے کے بغیر کسی اور رائے کو درست اور افضل سمجھے تو اس کے لئے اس کی رائے اور ہمارے لئے ہماری رائے۔“¹⁰

علامہ صبحی محمصائی اس ضمن میں آپؐ کا یہ قول نقل کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

”جب کوئی مسئلہ اللہ کی کتاب میں نہ ملے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تو میں اقوال صحابہ پر غور کرتا ہوں اور اقوال صحابہ کے سامنے کسی قول کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا۔ امام ابراہیمؒ، امام شعبیؒ، امام ابن سیرینؒ، امام عطارؒ اور سعید بن جبیرؒ نے بھی اپنے زمانے میں اجتہاد کیا۔ پس جس طرح ان حضرات نے اجتہاد کیا میں بھی کرتا ہوں۔“¹¹

وسعت علم و ژرف نگاہی میں آپؐ اپنی مثال آپ تھے۔ امام شافعیؒ نے آپؐ کے بارے میں فرمایا:

”علم فقہ سیکھنے والا ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے“ جب کہ آپؐ اتنے خود دار تھے کہ خلفاء کی طرف سے عطا کردہ القابات اور عہدے قبول نہیں کئے جس کی وجہ سے آپؐ ہمیشہ نشانہ عتاب رہے اور آخر کار آپؐ کی وفات 150ھ کو جیل خانہ ہی میں واقع ہوئی۔“¹²

اگرچہ اس روایت کو شیخ ابوزہرہ مرحوم قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: امام اعظم ابو حنیفہؒ کی موت جیل خانے میں نہیں بلکہ گھر میں واقع ہوئی اور اس کے ثبوت میں ابن البرزازیؒ کی ”المنقب“ کا قول ذکر کیا ہے کہ: جب آپؐ (امام ابو حنیفہؒ) ایک عرصہ تک قید و بند کے مصائب سے دوچار رہے تو خلیفہ کے بعض خاص امراء نے آپؐ کی سفارش کی۔ تب آپؐ کو قید خانہ سے رہا کر دیا گیا لیکن

فتویٰ دینے، لوگوں سے ملاقات کرنے اور گھر سے باہر جانے کی ممانعت کر دی۔ وفات تک آپؐ کی یہی حالت رہی۔۔۔ (اس آخری قول کے بارے میں شیخ ابو زہرہؒ فرماتے ہیں):

”ہمارا میلان اس آخری روایت کی جانب ہے کیونکہ یہ منصور کی افتاد طبع اور اس دور کے حالات و واقعات کے عین مطابق ہے۔ منصور کو یہ بات ناپسند تھی کہ اسے علم و فضل اور طبقہ علماء پر ظلم کرنے والا قرار دیا جائے۔“¹³

ابن العابدینؒ شامی میں آپؐ کی عظمت شان اس طرح بیان کر چکے ہیں:

صار العلم من الله تعالى الى النبي صلى الله عليه وسلم ثم الى الصحابة الكرام ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض او فليستخ¹⁴

”علم سب سے پہلے اللہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر صحابہ کرام کی طرف اور پھر تابعین کی طرف آیا۔ اور ان کے بعد حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف۔ چاہے اب کوئی خوش ہو یا ناراض۔“

اسی کتاب میں مزید بتایا گیا ہے:

”الامام الاعظم تابعي (سوى الائمة الثلاثة الامام مالك رحمه الله والشافعي رحمه الله و احمد ابن حنبل رحمه الله و غيره) العلامة الذ هبى رحمه الله العلامة ابن حجر العسقلانى رحمه الله وغيرهما۔“¹⁵

”امام اعظمؒ (دیگر ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے سوی) تابعی ہیں اس کی تخریج علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ وغیر ہمانے کی ہے۔“

امام اعظمؒ کا مسلک اپنی قبولیت عام کی وجہ سے دور دراز علاقوں تک بڑی تیزی کے ساتھ پھیلا۔ یہاں تک کہ عبا سیوں کے ہاں بھی اس کو شرف قبولیت نصیب ہوا۔ اگرچہ ان کا اپنا مسلک اپنے جد امجد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک تھا۔ صاحب شامیؒ نے اس نکتہ کی وضاحت یوں کی ہے:

”فالدولة العباسية ان كان مذهبهم مذهب جدهم (ابن عباس) فاكثر قضائهم و
مشائخ اسلامها حنفية يظهر ذلك لمن تصنف كتب التواريخ و كان مدة ملكهم
خمسة سنة تقريبا و اما الملوك السلاجقة و بعدهم الخوارزميون فكلهم حنفيون
و قضاة مالهم غالبا حنفية اما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان (التركية) (ايدالله
دولتهم) ما كرا الجديون فمن تاريخ تسعاً الى يومنا هذا لا يولون القضاة و سائر منا
صبرهم الا الحنفية آة“¹⁶

”پس دولت عباسیہ۔ اگرچہ ان کا مسلک ان کے اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا
مسلک تھا۔ ان کے اکثر قاضی اور ان کے اسلاف مشائخ سب حنفی مسلک والے تھے۔
یہ بات کسی کو اس وقت معلوم ہو جاتی ہے جب کوئی تاریخ کی کتابوں کو کھولتا ہے۔ اور
ان کی سلطنت کا دور پانچ سو سال پر پھیلا ہوا تھا اور جہاں تک سلجوقیوں اور ان کے بعد
خوارزمیوں کا تعلق ہے تو یہ سب حنفی مسلک والے تھے اور ان کے ممالک کے
قاضیوں کی اکثریت حنفی المسلک تھی اور جہاں تک ہمارے دور کے سلاطین آل عثمانیہ
(ترکی) کا تعلق ہے (اللہ تعالیٰ ان کی سلطنت کی تائید و نصرت فرمائے) تو نو سو سال سے
اب تک وہ قضا اور اس سے متعلق دیگر عہدے صرف حنفی المسلک حضرات کو سونپتے
ہیں۔“

علاوہ ازیں کئی اسلامی ممالک میں باوجودیکہ عوام کا مسلک شافعی۔ حنبلی اور مالکی وغیرہ بھی رہا ہے
جیسے کہ انوار الباری علی البخاری میں منقول ہے:

”مصر کا سرکاری مذہب حنفی ہے۔ قاضی کا حنفی المذہب ہونا ضروری ہے“¹⁷

علامہ مناظر احسن گیلانیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ؛

”اگر امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے بیس سال بعد خلیفہ ہارون کے خلیفہ ہونے تک عباسی
حکومت کے دفتر میں قاضیوں کی فہرست دیکھی جائے تو بغداد، مصر، خوارزم، رے،

کرمان، نیشاپور، اہواز، تشر، اصفہان، سمرقند، ہرات، روم وغیرہ اکثر مرکزی جگہوں میں حنفی قضاة ملیں گے جو محکمہ عدالت پر قابض ہوں گے۔¹⁸

حنفی فقہ کی قبولیت عام اور فضیلت پر بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے جبکہ یہ بات بھی بہت شد مد سے کہی گئی ہے کہ برصغیر اور دیگر عجمی ممالک میں فقہ حنفی کو لازمی سمجھا جاتا ہے جیسے کہ ایک روایت میں ہے کہ:

”برصغیر میں فقہ حنفی کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے نیز فقہ حنفی کی اہمیت اور استحکام بھی ثابت شدہ ہے جیسے کہ مروی ہے کہ ”فقہ حنفی بہت مضبوط ہے اور اس کا مدار ثنائیات پر ہے۔۔ آہ“¹⁹

مسلک حنفی کی مقبولیت اور شہرت مسلمہ ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شخصی شرافت اور علمی مقام نے ہی فقہ حنفی کے فروغ میں بڑا کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنے تلامذہ کا ایک بڑا دائرہ قائم کیا۔²⁰

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا یہ تو زیادہ تر امام ابو حنیفہؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور علمی عظمت شان کا تذکرہ تھا۔ اصل موضوع اور آپ کے فقہی مسلک کے مدار کی بنیاد جو رائے پر بتائی جاتی ہے اس پر بحث درج ذیل سطور میں تحریر کی جا رہی ہے۔ تاریخ تدوین فقہ کی تمام کتب کے تمام بیانات اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ فقہ حنفیؒ کی بنیاد دیگر فقہوں کی طرح چار اصولوں یعنی القرآن، السنۃ، اجماع امت اور قیاس پر ہے اور کہیں بھی ان سے سرموانحراف نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ درست ہے کہ بعض مقامات پر امام ابو حنیفہؒ نے ایسا مسلک ضرور اختیار کیا جو رائے اور عرف عام واستحسان کے قریب ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ کہا جانے لگا کہ حضرت امام اعظمؒ اہل الرائے میں سے ہیں۔ جو اس حد تک درست بھی ہے جو اس کا ظاہری معنی ہے یا یہ مفہوم دینا ہے کہ امام صاحبؒ ”درایت“ سے کام لیتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب کبھی بھی نہ لیا جائے کہ معاذ اللہ آپ نے باقی مصادر اور دیگر اصول و آخذ کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔

اس نکتے کی وضاحت آپ خود دیوں فرماتے ہیں کہ:

”جب مجھے کتاب اللہ مل جاتی ہے تو اس کو لے لیتا ہوں۔ لیکن جس مسئلہ کو کتاب اللہ میں نہیں پاتا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آثار کو لیتا ہوں جو ثقاہت میں شائع و ذائع ہیں۔ لیکن جب مجھ کو کتاب و سنت میں بھی وہ مسئلہ نہیں ملتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض کے قول کو لیتا ہوں اور ان میں جس کو چاہتا ہوں لیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ ان کے علاوہ اور کسی کے قول کو نہیں لیتا۔ جب ابراہیم شعبی، حسین ابن سیرین اور سعید ابن المسیب (اور بھی مجتہدین کے نام لئے ہیں) تک معاملہ پہنچتا ہے تو مجھے حق حاصل ہو جاتا ہے کہ جس طرح ان لوگوں نے اجتہاد کیا ہے اسی طرح میں بھی کروں۔“²¹

اس طرح کے احوال کی مختلف علماء و محققین نے اپنے اپنے انداز میں تشریح کی ہے ان میں سے صاحب "تاریخ فقہ اسلامی" بیان کرتے ہیں کہ:

”امام ابو حنیفہؒ کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ: وہ ثقہ کو لیتے ہیں۔ برائی سے بھاگتے ہیں اور لوگوں کے معاملات اور اس چیز پر جس پر وہ استقامت کے ساتھ قائم ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے معاملات ٹھیک ہو گئے ہیں نظر ڈالتے ہیں۔ وہ تمام مسائل کے متعلق قیاس کرتے ہیں لیکن جب قیاس ٹھیک نہیں ہوتا ہے تو جب تک استحسان سے کام چلتا ہے استحسان سے کام لیتے ہیں لیکن جب استحسان سے کام نہیں چلتا تو مسلمانوں کے عمل درآمد کی طرف رجوع کرتے ہیں پہلے وہ حدیث معروف و مجمع علیہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں پھر جب تک قیاس ہو سکتا تھا اس پر قیاس کرتے تھے، استحسان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان دونوں میں جو قابل اعتماد ہوتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔“²²

محققین اور علماء فقہ نے آپؐ کے اس طرز استنباط و قیاس پر بہت بڑا اعتماد کیا ہے اور فرماتے رہے ہیں کہ: آپؐ کی ذات سراسر تقویٰ اور تدین سے عبارت تھی جیسا کہ علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب نے ایک قول نقل کیا ہے:

”کان ابو حنیفۃ زاہدا عالما راغباً فی الآخرة صدوقاً للساناً حافظاً ہل زمانہ“²³۔

”امام ابو حنیفہؒ زاہد، عادل، آخرت کی طرف راغب، بڑے راست باز، پاکباز اور اپنے

اہل زمانہ میں سب سے زیادہ حافظ حدیث تھے“

اور شاہ ولی اللہؒ کا یہ قول دیکھ کر تو ان لوگوں کے حال پر تعجب اور افسوس ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی رائے کو زیادہ ترجیح دی۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

”أوفق الفرق بالسنة الصحيحة، ففقه حنفی“²⁴۔

”صحیح و درست سنت (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) پر سب فقہوں سے زیادہ درست قائم ہو

نے والا فقہ حنفی ہے“

اس اختصار کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ جو اپنے تبحر علمی کی وجہ سے امام اعظم کہلائے۔ نے اپنی علمی زندگی کی ابتداء علم کلام کے مطالعے سے کی اور اس طرح آپؒ بنیادی طور پر ایک متکلم فقیہ بنے۔ جنہوں نے ”علم کلام“ اور پیشہ تجارت سے متاثر ہونے کی وجہ سے عقل و رائے سے استصواب کرنا سیکھا۔ اور احکام شرعیہ کا عملی زندگی میں جاری کرنے اور مسائل جدیدہ میں قیاس و استحسان سے کام لینے کی صلاحیت تامہ حاصل کی تھی“²⁵۔

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ امام ابو حنیفہؒ صاحب رائے و فراست ہونے کی وجہ سے بہت جلد مسئلے کی تہ تک پہنچ جاتے اور آپؒ ایک ایسا فیصلہ دے دیتے جو نفسیات، معاشرتی تقاضوں اور وقت کی ضرورت کے مطابق ہوتا۔ ایک روایت ہے کہتے ہیں کہ: ”حضرت امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرمایا کہ:“علم فقہ سیکھنے والا ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے، امام قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا:

”جب کسی مسئلے میں ہمارا باہمی اختلاف ہوتا تھا تو ہم اسے امام ابو حنیفہؒ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپؒ جلدی جواب پیش کرتے تھے۔ آپؒ اتنی جلدی جواب دیتے تھے جیسے اسے اپنے آستین سے نکالا ہو۔“²⁶

کچھ ناقدین کو ”اہل الرائے“ اور ”اہل ہوس“ کے معانی کے درمیان موجود فرق کو سمجھنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔ اور وہ گویا ”اہل الرائے“ کو اہل ہوس پر محمول کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حنفیؒ مسلک اور دوسرے مسالک کے درمیان بعد اور فاصلہ بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب کہ اصل صورت یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا زہد و تقویٰ مانا ہوا تھا۔ اس کی بناء پر یہ ناممکن ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ کہیں خدا نخواستہ آپؒ نے کوئی فتویٰ دیتے ہوئے یا استنباط کرتے ہوئے اللہ کی رضامندی کی بجائے کوئی اور چیز مد نظر رکھی ہوگی۔ اور اس کے مطابق فیصلہ دیا ہوگا۔ بلکہ یقینی بات یہ ہے کہ جتنے بھی فقہی مسائل ہیں ان کے استنباط کے ضمن میں رضائے الہی، اتباع سنت اور دیگر اصول فقہ پر سختی سے عمل پیرا رہے ہوں گے۔

دوسرے فقہوں کی طرح فقہ حنفی کی اساس و بنیاد بھی کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس پر ہے تاہم حنبلیؒ مسلک کے برعکس جس میں قرآن و سنت و ظاہر الروایت کے علاوہ اور کسی اصول کی گنجائش نہیں۔ فقہ حنفی میں استحسان اور عرف عام بھی مصادر فقہ قرار دئے گئے ہیں۔ چنانچہ استنباط کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ ان سب چیزوں کو مد نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے فقہ کے ساتھ ساتھ احادیث پر قلم اٹھایا اور آپؒ کی مسانید فی الحدیث 17 ہیں۔²⁷ اور یہی وجہ ہے کہ ایک تحقیق کے مطابق فقہ حنفیؒ پر بارہ سو برس سے اسلامی دنیا کا تقریباً دو ثلث عمل پیرا چلا آ رہا ہے۔“²⁸

اس طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عظمت اور فضل و تقدم مسلم ہے۔ ابن ندیمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا فضل و تقدم باقی ائمہ متبوعین پر ظاہر و باہر ہے کہ یہ سب امام صاحبؒ کے فقہ کے دست نگر

اور حدیثی سلسلہ میں تلامیذ تھے۔ ”والعلم شرقاً وغرباً اور بحر اِتدوینہ“²⁹ اور علم کی مشرق و مغرب، بر و بحر میں تدوین آپؐ کی ہے۔

ان سب حقائق پر مستزاد یہ کہ بے شمار علماء نے امام ابو حنیفہؒ کی حدیث پر بے تحاشہ عبور کا ذکر کیا ہے اور اس لئے آپؒ کے فقہ کو حدیث کے مطالب کے بہت قریب پایا ہے۔ فقہ حنفیؒ کی حقانیت اور اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس حقیقت کی طرف خود احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اشارے ملتے ہیں۔ نیز یہ کہ فقہ حنفیؒ کی بنیاد خالصتاً کتاب اللہ اور حدیث پر رکھی گئی ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل فرمائش کی وضاحت پڑھ لینے کے بعد کسی کوشہ تک نہیں ہو سکتا کہ معاذ اللہ کہ فقہ حنفیؒ کا کسی اصل دین سے کہیں تضاد ہے یا یہ کہ فقہ حنفیؒ کوئی غیر ضروری مسلک ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”لو کان الدین عند الثریا لئنالہ رجال من ابناء فارس او کما قال علیہ السلام“³⁰

”اگر دین، ثریا میں ہوتا تو بھی اس کو (تک) فارس کے لوگ رسائی حاصل کرتے۔“

حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب کے بیان کے مطابق اس حدیث کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے علمائے حدیث نے اس (رجال من ابناء فارس) کا مصداق محدثین میں سے امام بخاریؒ کو، صوفیائے کرام میں سے حبیب عجمیؒ، کو اور فقہاء میں امام ابو حنیفہؒ کو قرار دیا ہے³¹ جب کہ مولانا حسین احمد مدنی نے اس کا سب سے پہلا حقدار امام ابو حنیفہؒ پھر امام بخاریؒ، پھر خواجہ حبیب عجمیؒ وغیرہ کو قرار دیا ہے۔³²

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی ذکاوت، حدیث فہمی اور احادیث سے استنباط مسائل میں مہارت مسلم تھی۔ جس کی جیتی جاگتی تصویر مسئلہ رفع یدین کے بارے میں علامہ اوزاعیؒ کے ساتھ آپؒ کا مناظرہ ہے۔ اس موقع پر امام اوزاعیؒ نے آپؒ سے پوچھا، ”لم لاترفع الیدین؟“ (آپؒ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟) ”قال (ابو حنیفہؒ) لانه لم یثبت (امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اس لئے کہ یہ ثابت نہیں ہے)

استنباط کا مدار تو زیادہ تر ثنائیات (احادیث کی ایک قسم) پر رہا ہے کہ وحدانیات پر جبکہ علامہ کوثریؒ کے بقول آپؐ کے مسانید (21) ہیں جن میں ثنائیات اور وحدانیات دونوں ہیں۔³⁵

راقم کے خیال میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استنباط احکام و مسائل میں جو ملکہ آپؐ کو حاصل تھا وہ آپؐ کی ایک منفرد شان ہے اہل الرایٰ ہونے کی وجہ سے آپؐ حدیث کے اصل مدلول کو حاصل کرتے اور کوئی حتمی فیصلہ صادر فرماتے۔ چاہے وہ عبادات ہیں یا معاملات یا عدالتی قضایا جس کسی بھی شعبہ حیات کو لیا جائے اس سے صحیح اور درست مسائل کا استنباط فرمایا جس سے خلق خدا کو بڑا فیض پہنچا۔

امام ابو حنیفہؒ کے فقہی فن استنباط ہی کا کمال ہے کہ اکثر بڑے بڑے خلفاء اور سلاطین نے اپنی ریاستوں میں زیادہ تر عدالتی فیصلے اس سے کروائے۔ اور اس وجہ سے اس مسلک کی اشاعت بھی خوب ہوئی۔ حنفی مسلک چونکہ سلطنت عباسیہ کا عدل و قضاء کے باب میں سرکاری مسلک تھا اور اہل عراق کا بالعموم یہی مذہب تھا لہذا اس کی دور دور تک اشاعت ہوئی۔ مزید برآں سلطنت عثمانیہ کے زیر اثر و حکومت ممالک یعنی مصر، شام، لبنان، تیونس، البانیہ، بلقان و تفتاز اور افغانستان، ترکستان، برصغیر پاک و ہند اور چین میں حنفی فقہ غالب رہا ہے دنیا بھر کے مسلمانوں کا 2/3 حنفی مسلک ہے۔ فقہ حنفی کی مقبولیت اور اشاعت عام کی وجوہات پر مزید بحث آنے والے صفحات میں جاری رہے گی۔

علماء و فقہاء تو درکنار امام ابو حنیفہؒ کی علمی عظمت اور فقہی تبحر کے سلاطین و خلفاء بھی قائل تھے ایک علمی بحث کے دوران خلیفہ مامون الرشید کا قول ذکر کرتے ہوئے ذکر یا شیخ نے تحریر کیا ہے کہ ”جعل المامون یحج لا بی حنیفۃ باحدیث لحد یکن یوفھا ہئولاء آء“ ترجمہ (مامون الرشید نے امام اعظمؒ کی تائید میں اتنی حدیثیں پیش کیں جن سے مخالف علماء بالکل بے خبر تھے) اور جن جن مسائل پر علماء کا اختلاف تھا اور کہتے تھے کہ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث کی خلاف ورزی ہوئی اس بارے میں کامل دلائل دیں اور امام اعظمؒ کے مذہب کی تائید کی،³⁶

فقہ حنفی^{۲۷} میں تمام اصل مآخذ شرع سے استفادہ کیا گیا ہے یہ کہنا بالکل بے بنیاد بات ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی رائے سے فقہی مسائل کا استنباط کیا ایسا ہر گز نہیں آپ نے ہمیشہ ایک حدیث کو دوسری حدیث سے راجح مان کر فیصلہ دیا۔ آپ کے بارے میں علماء کے اقوال قابل ذکر ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ؛ ”احادیث مقدسہ کے سب سے بڑے شارح اور سب سے زیادہ مسائل استنباط کرنے والے اور سب سے بہتر طریقہ سے اس بات کی بنیاد ڈالنے والے امام ابو حنیفہ^{۲۸} بھی تھے جو مسائل موصوف نے اپنے دور حیات میں مدون کیے تھے۔ ان کی تعداد علماء نے 83 ہزار بیان کی ہے۔ لیکن علامہ ابوالفضل کرمانی نے 5 لاکھ کی تعداد بیان کی ہے اور عنایہ شرح ہدایہ کے مصنف المتوفی 786 م نے یہ تعداد 12 لاکھ ستر ہزار بیان کی ہے۔“³⁷

امام ابو حنیفہ^{۲۹} اور فقہ حنفی کی فضیلت چہار داگ عالم میں مسلم تھی فقہ حنفی کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حسین احمد مدنی شیخ فرماتے ہیں کہ ”مصر کا سرکاری مذہب حنفی ہے۔ قاضی کا حنفی المذہب ہونا ضروری ہے۔“³⁸

جب کہ فرماتے ہیں کہ: ”اگر امام ابو حنیفہ کی وفات سے بیس سال بعد خلیفہ ہارون کے خلیفہ ہونے تک عباسی حکومت کے دفتر میں قاضیوں کی فہرست دیکھی جائے تو بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مدائن، مرو، مدینہ، مصر، خوارزم، رے، کرمان، نیشاپور، سجستان، دمشق، ترمز، جرجان، بلخ، ہمدان، صنعاء، شیراز، اصفہان، سمرقند، ہرات، روم وغیرہ اکثر مقامات میں حنفی قضاة ہی ملیں گے جو کہ محکمہ عدالت پر متمکن نظر آئیں گے۔“³⁹

اس طرح کے اور بھی بے شمار اقوال ہیں جو حنفی فقہ کی حقانیت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اس فقہ کے استنباط مسائل و معمولات تشریح پسندیدہ طریقوں پر قائم رہے ہیں۔ جیسے بیان کیا جاتا ہے کہ: ”فقہ حنفی بہت مضبوط ہے اور اس کا مدار ثنائیات پر ہے“⁴⁰۔

اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے فقہ حنفی^۲ رائے (ذاتی خواہش) پر مبنی نہیں بلکہ حدیث کی اصح ترین تاویل کر کے مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔

جبکہ ذکریا شیخ نے شاہ ولی اللہ کا ایک قول ذکر کیا ہے کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ: ”برصغیر میں فقہ حنفی کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے“،⁴¹ اور اس طرح حضرت شاہ انور شاہ کاشمیری کا ایک قول ”انوار الباری“ کے ایک مضمون زیر عنوان ”خیر القرون میں اسلام اور حنفی مذہب کا پہنچنا چین تک“ میں ذکر کیا گیا ہے کہ: ”کتاب مسالک الممالک میں لکھا ہے کہ جب واثق باللہ عباسی نے 228ھ میں سد سکندری کی تحقیق کے لئے ایک مہم روانہ کیا تو سد سکندری کے محافظ سب مسلمان اور حنفی مذہب کے پابند اور عربی، فارسی زبان بولنے والے پائے گئے۔“⁴²

ان اقتباسات اور اقوال مبارکہ کو نقل کرنے سے مراد محض یہ ہے کہ قاری پر یہ واضح ہو جائے کہ فقہ حنفی ایک معتبر مسلک تصور کیا جاتا رہا ہے اور دنیائے اسلام کی ایک بڑی تعداد اس مسلک کی پیرو کاری کر رہی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہ لیا جائے کہ (معاذ اللہ) بقیہ مذاہب کم اہم یا کم حیثیت کے ہیں بلکہ یہ تمام مسالک برابر مدار حق سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے کہ وارد ہے کہ: ظاہر شریعت میں انحصار ائمہ اربعہ پر ہوا۔ باطنی امراض کے معالج مشائخ بھی چھار سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ میں شائع ہیں“⁴³

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مدار حق ٹھہرائے جانے کے لئے ضروری ہے کہ مسلک کے پیش کردہ مسئلے کا قرآن و حدیث و دیگر اصول شریعت کے ساتھ ٹکراؤ نہ ہو پس جس کسی مجتہد نے بھی اصول شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کوئی فتویٰ یا مسلک پیش کیا تو اس کو قبول کیا جائے گا۔ ایک قول اور بھی ہے جو اس بات کی وضاحت یوں کرتا ہے:

”و من العلماء من عمم (حدیث علیکم بسنتی) کل من کان علی سیرتہ علیہ السلام من العلماء و الخلفاء کالائمة الاربعة المتبوعین المجتہدین والا ثمہ العادلین کعمر

ابن عبدالعزیز کلہبوار دلہذا الحدیث۔ آ، ”علماء میں سے کچھ ہیں جنہوں نے حدیث (علیکم بسنتی) کو عام تصور کیا۔ کہ جو بھی شخص علماء، خلفاء، آئمہ اربعہ، اصحاب اتباع و مجتہدین اور عدل گستری کے حامل اماموں جیسے عمر ابن عبدالعزیزؒ میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر چلا پس وہ سب اس حدیث کے مصداق ہیں“۔ اس پر مستزاد شیخ ابو زہرہ کا قول ہے جو فرماتے ہیں کہ: ”۔ شاید امام ابو حنیفہؒ نے جب ایک مسلک اپنایا اس وقت آپؐ کی رسائی اس دوسری حدیث تک نہیں ہوئی تھی۔ جب دوسری حدیث تلامذہ کے ہاتھ لگی اور انہوں نے کوئی اور مسلک اپنایا جو الگ سے کوئی مسلک نہ ہوتا بلکہ اس بنائے گئے اصول کی روشنی میں اصح تشریح ہی تھی اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ معاذ اللہ حضرت امام ابو حنیفہؒ حدیث کو ترتیب فقہ میں کم اہمیت دیتے تھے یہ درست نہیں ہے اس کی واضح دلیل آپؐ کا یہ قول ہے کہ: ”اذ اصح الحدیث فھو مذھبی“ (حدیث صحیح میرا مسلک ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کبھی بھی رائے کو ارجح یا فقہ حنفی کی ترتیب و تدوین میں حدیث شریف کو کسی اور سے مرجح نہیں سمجھا ہے۔“⁴⁴

خلاصہ بحث:

یہ ہے کہ تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام فقہی مسالک برحق ہیں اور ان کے درمیان جو بظاہر کچھ اختلاف نظر آتا ہے یہ صرف طریقہمائے استنباط میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اس میں کسی ذاتی پسند ناپسند یا رائے کو خل نہیں۔ بالخصوص فقہ حنفی کی بنیاد خالصتاً فقہ کے مسلمہ اصول پر ہے جس میں سے درایت بھی ایک اہم عنصر ہے جس پر اس فقہ میں عمل ہونے کی وجہ سے جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے یہ درخور اعتناء نہیں۔

حوالہ جات

1 ابن حاجب "مختصر" طبع و مطبع نادر دج 1 ص-18

- 2 دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) مقالہ "فقہ" دانش گاہ پنجاب طبع اول 1393ھ / 1974ء ص-395
- 3 القرآن، سورۃ التوبہ: 87۔
- 4 نفس مصدر، سورۃ الہود: 91۔
- 5 نفس مصدر، سورۃ طہ: 28۔
- 6 نفس مصدر، سورۃ الانعام: 25۔
- 7 دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) مقالہ "فقہ" ص 395
- 8 مناظر احسن گیلانی علامہ "امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی" نفیس اکیڈمی کراچی 1983ء ص-33
- 9 نفس مصدر
- 10 صبحی محمدصانی (علامہ) "فلسفۃ التشریح فی الاسلام" دارالکشاف بیروت سن ندارد ص-43
- 11 نفس مصدر
- 12 مناظر احسن گیلانی (علامہ)، "امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی"، ص-476-477
- 13 ابو زہرہ شیخ "حیات امام ابوحنیفہ" (ترجمہ) غلام احمد حریری پروفیسر ناشر ملک سنز فیصل آباد طبع بار سوم 1983ء ص-101
- 14 ابن عابدینؒ "شامی" مکتبہ ماجدیہ مطبوعہ مصر سن ندارد ج ص-44
- 15 نفس مصدر، ص 47۔
- 16 نفس مصدر، ص 47, 48۔
- 17 سید احمد رضا بجنوری "انوار الباری علی البخاری" مطبوعہ 1929ء ص-161
- 18 سید مناظر احسن گیلانی علامہ "امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی" ص-487
- 19 مولانا ذکریا شیخ "تقریر بخاری" ج 6۔ مطبوعہ ندارد ص-82
- 20 نفس مصدر، ص 47
- 21 مناظر احسن گیلانی علامہ "امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی"، ص 57

- 22 محمد الحنفزی علامہ مرحوم "تاریخ فقہ اسلامی" مترجم: مولانا عبد السلام ندوی طبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور، سن ندارد
ص-321-324
- 23 عبد الرشید نعمانی علامہؒ "حاشیہ ابن ماجہ اور علم حدیث" مطبع نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی تاریخ
ندارد ص-166
- 24 شاہ ولی اللہؒ "فیوض الحرمین" مطبع وسن ندارد ص-156
- 25 محمد الحنفزی علامی "تاریخ فقہ اسلامی" مترجم: مولانا عبد السلام ندوی طبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور سن ندارد ص324
- 26 ابن عبد البر "الانقیاء" مطبوعہ قاہرہ 1350ھ، ص143
- 27 نفس مصدر، ص138,139
- 28 سید احمد رضا بجنوری "انوار الباری علی البخاری" مطبوعہ 1939 ج2، ص87
- 29 نفس مصدر، ص87-88
- 30 ترمذی امامؒ "جامع الترمذی" طبع وسن ندارد ص-42 و طحاوی امامؒ "مشکل الآثار" طبع وسن ندارد ج-3 حدیث 95-
- 31 ذکری شیخؒ "تقریر بخاری" طبع وسن ندارد ج1 ص41
- 32 نفس مصدر-
- 33 ذکری شیخؒ "تقریر بخاری" طبع وسن ندارد ج1 ص-49
- 34 نفس مصدر، ص-51
- 35 محمد تقی الدین ندوی مولاناؒ "محمد ثین عظام" طبع وسن ندارد ص-82-84
- 36 ذکری شیخؒ "تقریر بخاری" مطبع وسن ندارد ج1 ص-52
- 37 عبد الرشید نعمانیؒ علامہ "ابن ماجہ اور علم حدیث" مطبع نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی سن ندارد
ص-14
- 38 حسین احمد مدنی شیخؒ "معارف دینیہ" مطبوعہ 1939ء طبع ندارد ص-98
- 39 سید احمد رضا بجنوری "انوار الباری علی البخاری" مطبوعہ 1939ء ص-160

40 منظر احسن گیلانی علامہ "امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی" مطبع نفیس اکیڈمی کراچی 1983ء ص-487

41 ذکرِ شیخ "تقریر بخاری" سن و طبع ندارد ص-37

42 نفس مصدر، ص-8

43 سید احمد رضا بجنوری "انوار الباری علی البخاری" مطبوعہ 1939ء ص-149

44 ابو زہرہ شیخ "حیات امام ابو حنیفہؒ" (ترجمہ) غلام احمد حریری پروفیسر طبع ملک سنز فیصل آباد 1983ء ص-466-

-467